دفن میت کے بعد
قبر پر اجتماعی دعا کا حکم

از

فقیہ العصر حضرت مولانا
مفتی عبدالشکور ترمذی صاحب
نور اللہ مرقدہ

فقیہ العصر مفتی سید عبدالشکور ترمذی رحمہ اللہ

دفن میت کے بعد قبر پر اجتماعی دعا کا حکم

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

دفن میت کے بعد قبر پر اجتماعی دعا میں کیا ہاتھ اٹھانا ثابت ہے؟

میت کو دفن کرنے کے بعد ہاتھ اٹھا کر دعا کرنے کے بارہ میں یہاں سے یہ لکھا گیا تھا:

''میت کے دفن کے بعد اجتماعی طور پر قبر پر کھڑے کھڑے اس کے ثابت قدم رہنے کی دعا کرنے میں گنجائش ہے، مگر ہاتھ نہ اٹھایا جائے اور اس کو لازم نہ سمجھا جائے، سورۂ بقرہ کا اول وآخر بھی اگر پڑھ لیں تو بہتر ہے مگر یہ بھی ضروری نہیں ہے''۔

۲۲ / شوال ۱۴۱۶ھ

اس میں '' دفن کے بعد اجتماعی طور پر قبر پر کھڑے ہو کر دعا کرنے کی گنجائش دی گئی تھی، البتہ اس دعا میں ہاتھ نہ اٹھانے اور اس کو لازم نہ سمجھنے کا ذکر تھا''۔ اب اس کی تائید میں بعض اکابر علماء کرام کی عبارات پیش کی جاتی ہیں۔

(۱) حنفی نماز مؤلفہ حضرت مولانا خیر محمد صاحب رحمہ اللہ میں لکھا ہے:

دفن کے بعد ایک آدمی قبر کے سرہانے کھڑا ہو کر سورۂ بقرہ کا پہلا رکوع اولٓئک ھم المفلحون تک اور دوسرا آدمی قبر کی پائنتی

کھڑاہوکرسورۂ بقرہ کا آخری رکوع اٰمن الرسول سے آخرتک پڑھے (آثارالسنن ص ۱۱ ج ۲) اوربغیر ہاتھ اٹھائے اس طرح میت کے حق میں دعامانگو اللھم اغفرلہ۔الخ (مشکوٰۃ ص ۱۴۵)

(۲) اورخیرالفتاویٰ ص ۵۸۹ ج ۱ میں متوفی کودفن کرنے کے بعد کل آدمیوں کامنجلہ اکٹھے ہوکرہاتھ اٹھاکردعامانگناجائزہے یانہیں کے جواب میں ارقام ہے :

''قبرتیارہونے کے بعدمیت کے لیے دعااورایصال ثواب بغیر ہاتھ اٹھائے کرناچاہیے ،اس لیے کہ ہاتھ اٹھانااس دعامیں ثابت نہیں''۔

اس جواب کی حضرت مولاناخیرمحمدصاحب نے تصحیح فرمائی ہے اورلکھاہے ''الجواب صحیح مہتمم خیرالمدارس ملتان ۲۹/۲/۱۳۷۱ھ''۔

(۳) حضرت مولاناظفراحمدصاحب عثمانی رحمہ اللہ لکھتے ہیں :

''بعددفن میت کے دعابدون رفع یدین (بغیر ہاتھ اٹھائے) کرنی چاہیے ،میں نے فقہ کی کسی کتاب میں اس موقع پرغیررافع یدیہ کی قیددیکھی ہے مگراس وقت باوجود تلاش بسیارکے وہ عبارت نہیں ملی ،مگرقیاس اس کامؤیدہے کیونکہ اس میں ایہام ہے سوال من اھل القبورکا(یعنی قبروالوں سے سوال کاوہم ہوتاہے) خصوصاًجبکہ عوام اس کوضروری سمجھنے لگیں تواس کاترک کردیناضروری ہے''۔ ۱۸/ جمادی الاولیٰ ۱۳۴۱ھ (فتاویٰ امدادالاحکام ص ۸۳۸ ج ۱)

خلاصہ گزارش یہ ہے کہ دفن کے بعداجتماعی طورپرمیت کے لیے قبرپردعا

ثابت ہے مگر اس موقع پر ہاتھ اٹھانا دعا میں ثابت نہیں، اس لیے بغیر ہاتھ اٹھائے اس کے کرنے کی اجتماعی طور پر بھی گنجائش ہے، مگر قبر کے سامنے ہوتے ہوئے دیکھنے والے کو میت سے مانگنے کا خیال پیدا ہوتا ہے اس لیے بھی ہاتھ اٹھا کر دعا نہ کی جائے خصوصاً آج کل جبکہ عوام کے عقائد میں بہت کچھ خرابی آگئی ہے، اس کو ترک کرنا ضروری ہوگیا ہے، اور اصل دعا بھی اسی وقت تک جائز ہے جبکہ عوام اس کو ضروری نہ سمجھیں، اگر اس کو ضروری سمجھنے لگیں گے تو اصل دعا بغیر ہاتھ اٹھائے بھی قابل ترک ہوجائے گی، جیسا کہ اوپر گزرا۔

ایک منصف مزاج شخص کے لیے مسئلہ کو سمجھنے کے لیے یہ گزارش ان شاء اللہ تعالی کافی ہے اور مقصد صرف مسئلہ کا سمجھانا اور عوام کے عقائد کی حفاظت ہی ہے، کسی کی مخالفت مقصود نہیں ہے۔

آنحضرت ﷺ نے جنت البقیع میں بوقت شب ہاتھ اٹھا کر دعا کی ہے (مسلم شریف مع شرحہ للنووی ص۳۱۳ ج۱) یہ دفن کے بعد کا واقعہ نہیں ہے، نہ اجتماعی عمل ہے، آنحضرت ﷺ کا اپنا خصوصی انفرادی عمل ہے، زیر بحث مسئلہ دفن کے بعد اجتماعی طور پر ہاتھ اٹھا کر دعا مانگنے کا ہے، پھر اس واقعہ میں تین مرتبہ دونوں ہاتھوں کو اٹھانے کا تذکرہ ہے، ظاہر ہے کہ یہ کسی حالت کا غلبہ اور اس کا اقتضا تھا، اور اس پر عمل بھی نہیں ہے، دفن کے بعد کوئی بھی تین مرتبہ ہاتھ اٹھا کر دعا نہیں کرتا یہ کسی کا بھی معمول اجتماعی طور پر نہیں ہے۔ بات اس معمول میں ہو رہی ہے جو دفن کے بعد اجتماعی طور پر دعا کی جاتی ہے، اس میں ہاتھ اٹھانا کسی حدیث سے ثابت نہیں ہے، اس میں صرف یہ

ارشاد ہے : ''اپنے بھائی کے لیے مغفرت طلب کرواوران کے لیے اللہ سے ثابت قدمی کاسوال کرو'' (ابوداود شریف ص۴۶)

دفن کے بعد اس اجتماعی دعامیں ہاتھ اٹھانے کاذکرحدیث شریف میں نہیں آیا، جس نے بھی ہاتھ اٹھانے کاذکراس دعامیں کیاوہ اپنے قیاس سے کیاہے اسی طرح حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے عمل کاذکرہے کہ :

''عبداللہ ذوالبجادین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دفن سے جب آپ فارغ ہوئے تودونوں ہاتھ اٹھاتے ہوئے قبلہ کی طرف متوجہ ہوئے''۔

اول توآپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کایہ عمل انفرادی تھااجتماعی نہ تھااور نہ راوی حدیث صرف آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے عمل کاہی خصوصیت سے کیوں ذکرکرتا، تمام حاضرین کے عمل کاذکرکرتا، معلوم ہواکہ تمام حاضرین کایہ اجتماعی عمل نہیں تھاجوزیربحث مسئلہ ہے۔

دوسرے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اس عمل سے تویہ ثابت ہورہاہے کہ دفن کے بعد قبلہ کی طرف متوجہ ہوکرآپ نے ہاتھ اٹھائے ،اورمروجہ اجتماعی دعابعدالدفن میں توقبرکی طرف منہ کرکے دعاکی جاتی ہے،اس حدیث سے تواس کے خلاف ثابت ہورہاہے،حدیث پرعمل کرنے کے دعویٰ کے لیے حدیث پرغورکرنے اوراس کے معنیٰ سمجھنے کی بھی ضرورت ہے۔ صرف ظاہرالفاظ دیکھ کرعمل کرنے سے اکثرغلطی لگ جاتی ہے جیسے اس جگہ لگ رہی ہے،اسی طرح حضرت مولانامفتی محمدکفایت اللہ صاحب دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے لکھاہے فرماتے ہیں :

''بہتر یہ ہے کہ یاتومزار کی طرف منہ کرکے بغیر ہاتھ اٹھائے فاتحہ پڑھے یاقبلہ رخ ہوکرہاتھ اٹھاکر فاتحہ پڑھ لے'' (کفایت المفتی ص۱۸۳ ج۴)

ہم نے پہلے جواب میں جوبعد دفن اجتماعی دعاکی گنجائش اوراس کے لازم نہ سمجھنے کولکھاتھااوراس میں ہاتھ نہ اٹھانے کوبنابراحتیاط لکھاتھااس کے بارہ میں اکابر رحمہم اللہ کی تائیدات پیش کردی ہیں، ان تائیدات کے خلاف احادیث مذکورہ سے استدلال کاحال بھی معلوم ہوگیاکہ زیربحث اجتماعی دعاکے اندرخصوصی طورپر ہاتھ اٹھانے کاذکرکسی حدیث میں نظرسے نہیں گزرا، پھراس پرا تنازوردینااوربحث وجدال کادروازہ کھول دیناکیسے درست ہوگا؟یہی تواصرارہے جس کی وجہ سے فعل مستحب بھی بدعت ہوجاتاہے۔

''بینات'' محرم ص۶۱ پربھی اس کی تصریح کردی گئی ہے۔اس لیے بینات بابت ماہ محرم الحرام، ۱۴۱ھ کواپنی تائیدمیں پیش کرناتوکسی طرح بھی درست نہیں، اس میں تصریح کردی گئی ہے کہ:

''ہرچیزکواپنے درجے میں رکھناچاہیے اس سے تجاوزکرناصحیح نہیں'' (ص۶۲)

''بینات''میں درج شدہ اس اصول کے پیش نظرتواصل دعااجتماعی بعدازدفن بھی بدعت ہوجاتی ہے،کیونکہ اس پربے حداصرارہورہاہے، چہ جائیکہ اس میں ہاتھ اٹھائے جانے کاثبوت پیش کیاجائے اوربینات سے سندپیش کی جائے۔یہ غورنہ کرنے کانتیجہ ہے۔

ہمارے اکابر کی عبارات کوغورسے سمجھے بغیرپیش کرنے سے ہی

اکثر اختلافات پیدا ہوئے اور اب بھی ہو رہے ہیں۔ اصرار کرنے اور ضروری سمجھنے کی علامت یہ ہے کہ اس کے تارک پر اعتراض اور طعن و تشنیع کی جانے لگے جیسا کہ آج کل کیا جا رہا ہے۔ فقط واللہ اعلم

کتبہ الاحقر السید عبد الشکور الترمذی
جامعہ حقانیہ ساہی وال ضلع سرگودھا
۵/ ربیع الاول، ۱۴۱۷ھ